جملہ حقوق محفوظ ہیں

۷۸۶

سوانح عمری

حضرت شاہ عبداللطیف مشہدی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف

بڑی امام نور پور شاہاں

مصنفہ

عاجز خاکسار ملک محمد اشرف موضع کلریالہ گجراں
ڈاکخانہ سیدکسراں۔ تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

ملنے کا پتہ:-

جہانگیر بک ڈپو لوکھا بازار لاہور

طبع رشید آرٹ پریس لاہور قیمت [illegible] صرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حوریں تیرے دربار میں ہیں نغمہ خواں بری
صدر مرحبا کہہ رہے ملک عالی ہے شان بری

روضے پہ تیرے آسماں ہے گلفشاں بری

کیوں نہ ہو تیرے در پہ ختم سارا جہاں بری؟

عرش بریں کی خلوت محبوب کی قسم
فیض رسول پاک ہے فیضان اولیا

فصل گل تربت پہ تیری پھول برساتی رہے
جھومتی کعبہ سے رحمت کی گھٹا آتی رہے

فقط احقر الحقیر ملک محمد اشرف عفی عنہ کریالہ گجراں
ضلع راولپنڈی

کتابیں ملنے کا پتہ

نیا بک ڈپو لوہا بازار

هٰذا مِن فضلِ ربّی

پیشِ لفظ

حضرت امام عبداللطیف شاہ بڑی رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور جتنا اعظم تھا۔ اتنا ہی آپ کی سوانح عمری آج تک کالعدم ہے۔ شاید اللہ والے ایک دوسرے کو قولاً و لساناً واقعات پہچانتے رہے۔ لیکن تصنیف کی شکل میں کسی نے پیش کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کیا۔ بندہ کو اس سلسلہ میں ضرورت محسوس ہوئی۔ اور عرصہ دراز سے دلی خواہش تھی۔ کہ اُن کی سوانح عمری اور کرامات کو یعنی سچے واقعات کتابی شکل میں لائیں جائیں۔

اللہ وتبارک تعالےٰ کی ذات اقدس کا لاکھ لاکھ شکر گذار ہوں۔ جس نے بندہ خاکسار کو اپنی کرم نوازی سے نواز کر یہ مسلمان ماؤں، بہنوں، بھائیوں و دیگر شوقین صاحبان کی فرمائش اور دلی مقصد کے مطابق لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آمین۔

چنانچہ اس کے لیے مجھے آن تھک کوشش کرنی پڑی۔

کئی زیارت گاہوں کی زیارت سے سرفراز ہوتا اور معلومات
حاصل کرتا ہوا آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ جو کچھ معلومات حاصل
ہوئیں۔ وہ میں نے مسلمان بھائیوں کے سامنے صاف عیاں
یعنی سیدھے سادھے لفظوں میں پیش کر دیں۔ تاکہ ہر ایک
بشر اس سے روشناس ہو سکے۔ اس میں اکثر روایات حضرت
ولایت علی شاہ کی ہیں۔

ہم اُن کے بہت ممنون ہیں۔ کہ اُنہوں نے اپنی ضعیف العمری
کے باوجود تقریباً تمام واقعات جو اُن کے علم میں تھے۔ امام صاحب
کے متعلق من وعن بیان فرمایا۔ اور اُس وقت امام صاحب
کے سچے خلیفہ سوائے اُن کے مجھے اور کوئی دوسرا نہیں نظر آتا تھا

چنانچہ سینکڑوں فدائیان جانباز امام بری حضرت ولایت
شاہ کے حلقہ روحانیت میں داخل ہو کر فیض یاب ہو رہے ہیں

اللّٰھم زد فزد

فقط! احقر الحقیر محمد یار و ملک محمد اشرف عفی عنہٗ
کلریالہ گجراں۔ ڈاکخانہ سید کسراں۔ ضلع راولپنڈی

پبلشرز

جہانگیر بک ڈپو لکھا بازار لاہور

حضرت بری شاہ لطیف رحمۃ اللہ علیہ

حسب و نسب

جناب حضرت سید عبد اللطیف امام بری رح بن حضرت شاہ محمود رح بن شاہ احمد رح بن شاہ بودلہ رح بن شاہ سکندر رح بن شاہ سید ابن علی شبیر رح بن سید عبد الکریم رح بن اوجا الدین بن محمد ولی رح بن محمد ثانی غازی بن رضا الدین بن سلطان صدر الدین بن احمد محمد سابق بن سید ابو قاسم حسینی مشہدی بن سید محمد شبیر رح بن عبد الرحمن رئیس الزمان بن سید اسحاق بن موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رح بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین رض بن امیر المومنین کرم اللہ وجہہ اس حیثیت سے آپ حسینی سید تھے۔ اور امامت و زہد و تقویٰ آپ کو وراثت میں ملی تھی۔ جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نسلاً بعد ظہور میں آئی۔ ملک اشرف کلریالہ عفی عنہ

ولادت

حضرت امام بری شاہ لطیف رحمۃ اللہ علیہ سنہ ۸۹۰ھ بوقت صبح سات صفر المظفر کو موضع چولیاں کرسال جو کہ

قصبہ سیّد کسراں کے واقع ہے۔ ظہور پذیر ہوئے۔ والد محترم حضرت سیّد شاہ محمودؒ کے تین صاحبزادے تھے۔
(۱) حضرت شاہ عبداللطیف رحمتہ اللہ علیہ (۲) شاہ درویش رحمتہ اللہ علیہ (۳) سیّد چھوٹے شاہ جن کی اولاد ابھی بھی اِس دارِ فانی میں موجود ہے۔ روایت منقول ہے۔ کہ حضرت اِمام بڑی شاہ لطیف رح اِس دُنیا فانی میں تشریف لائے تو دائی نے آپ کے ہاتھ کا گانا چاہا۔ لیکن حضرت اِمام بڑی نے سختی سے اُس کو روکا۔ اور حکم دیا کہ جاؤ پہلے نہا دھو کر پاک ہو کر اور وضو کر کے پھر میرے پاس آؤ۔ اور مجھے اُٹھاؤ۔

اللہ اللہ واہ سبحان اللہ

حضرت اِمام بڑی کا ظہور ہوتے ہی کرامات رونما ہو گئیں چنانچہ دائی نے (بموجب حکم امام بڑی) ایسا ہی کیا۔ اور نہا دھو کر وضو کر کے آئی۔ پھر حضرت بڑی شاہ کو اُٹھایا۔ آپ بچپن میں ہی تمام لڑکوں سے مختلف تھے۔ گاؤں کے شرپسند بچوں سے بہت دُور رہتے تھے۔ اچھی بات چیت آپ کا شیوہ تھا۔ برائی کی طرف آپ خود بھی اور اپنے ساتھیوں کو جانے سے روکتے تھے۔ زہد و تقویٰ کی طرف آپ کی طبیعت کا میلان زیادہ تھا۔ سکون اور تنہائی کی زندگی آپ بہت زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اِسی لئے آپ بچپن میں ہی اللہ کے محبوب

بندہ بن گئے۔ اور آپ سے کرامت رونما ہونے لگیں
ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ آپ کچھ بھینس چرانے کے لئے
لے گئے تو بھینسوں کو باہر زمینوں میں چرنے کے لئے
چھوڑ دیا۔ اور خود ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

آپ جب یاد الٰہی میں مشغول ہوتے تو آپ دُنیا کی ہر چیز
سے بے خبر ہو جاتے تھے۔ چنانچہ بھینسوں نے ایک کھیت کے
فصل کو کھا لیا۔ کھیت کے مالک نے دُور سے دیکھا تو اُس کو
اپنے نقصان کا بہت غصّہ آیا۔ اور اُس کھیت کے مالک
نے آپ کے والد بزرگوار سے شکایت کی کہ آپ کے لڑکے
نے میری تمام فصل اپنی بھینسوں سے کھلوا دی ہے۔ جب
قبلہ والد آپ کے پاس آئے تو آپ پر غشی طاری تھی۔
والد ماجد نے آپ کو ہوش میں لایا۔ اور شکایت کی کہ
دہقانی کی فصل تم نے اپنی بھینسوں سے برباد کروا دی ہے
آپ نے فرمایا۔ کہ دہقانی نے آپ سے غلط شکایت کی ہے
چنانچہ جب دہقانی کو بُلا کر فصل دکھائی گئی تو فصل بالکل ٹھیک
ٹھاک تھی۔ یعنی کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوا تھا۔ دہقانی اُسی
وقت آپ کی بزرگی پر ایمان لایا۔ اور آپ کے زہد و تقویٰ کا
قائل ہو گیا۔

تحصیل علم ظاہری جب حضرت امام بری موضع باغ پھٹ میں

تشریف لائے۔ تو آپ کی کرامتیں دُور دور تک شہرہ آفاق ہوگئیں۔ تو قرب و جوار کے لوگ شرفِ بار یابی کے لئے جوق در جوق آنے شروع ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار جناب حضرت شاہ محمود صاحبؒ جو کہ نہایت حلیم طبیعت و بردبار فطرت واقع ہوئے تھے۔ اکثر گوشہ نشین رہا کرتے تھے۔ اکثر لوگوں سے کتراتے تھے۔ کیونکہ امام بڑی کی تعلیم و تربیت میں حرج ہوتا تھا۔ دُوسرا علاقے میں خواہ مخواہ مخالفت بڑھنے کا خطرہ تھا۔ ان چیزوں کے پیشِ نظر حضرت بڑی شاہ لطیفؒ کو علوم ظاہری حاصل کرنے کے لئے اپنے سے جُدا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور بڑی شاہ عبداللطیفؒ کو یہاں سے غورگشتی بھیج دیا۔ جو اُس زمانے میں علوم دین کا بڑا مرکز مانا جاتا تھا۔ حضرتِ امام بڑی تقریباً دو سال غورغشتی میں ہی مقیم رہے۔ اور یہاں حدیث منطق، فقہ، ریاضی علم کلام، علم ادب علم معانی، اور علم تفصیل اور علم طب، علم روحانی اور دیگر علوم حاصل کئے اور پھر یہاں سے کشمیر، بدخشاں، مشہد۔ کربلائے معلّیٰ، بغداد، بخارا، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، دمشق غرضیکہ عرب و عجم کے تمام بڑے بڑے مقامات پر علمائے وقت سے مباحثے اور مناظرے ہوتے رہے۔ اور اپنے علم باطنی اور ظاہری سے لوگوں کو نوازتے رہے۔ آپ تقریباً پچیس ۲۵ سال کی عمر میں گھر واپس آئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ موضع باغ پھٹ

میں جب حضرت شاہ عبداللطیف سے متعدد کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ تو اس سے آپ کی شہرت میں چار چاند لگ گئے اور امام برّی فوق الفوتِ باتیں کرنے لگے۔ جن کے اولیائے کرام نے مخالفت کر رکھی تھی۔ اِس سے آپ کے والد بزرگوار ناراض ہو گئے۔ اور خفگی کی حالت میں آپ کے ساتھ سختی برتی اور کہا کہ تم مخفی رازوں کو لوگوں پر ظاہر کرتے ہو۔ اس پر شاہ عبداللطیف رح گھر سے بھاگ گئے۔ اور چور پور میں چلے گئے جس کو فی الحال ٹور پور شاہاں کہتے ہیں۔ قیام پذیر ہوئے۔ گلزارِ لطیف میں درج ہے۔ کہ شاہ عبداللطیف رح اس جنگل میں بارہ سال تک چھپ کر عبادت کرتے رہے۔ روایت منقول ہے۔

کہ ایک دن کا واقعہ ہے۔ کہ ایک بہت پرانے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ہندوؤں کا ایک قافلہ وہاں سے گذرا تو اُن کے پاس کچھ سامان تھا۔ آپ نے دریافت کیا کہ تم اتنا ساز و سامان اُٹھا کر کہاں لے جا رہے ہو۔ تو ایک ہندو نے جواب دیا۔ (پرياگ) آپ نے پوچھا کہ وہاں کیا کرو گے۔ جواب ملا گنگا اور جمنا کے سنگم پر اشنان کر کے اپنے پاپ صاف کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ پاپ اس طرح صاف تو نہیں ہوتے بلکہ نیک کام کرنے سے اور عبادتِ آلہی سے ہی گناہ صاف ہوتے ہیں۔ ہندو ٹولہ نے آپ کا اس بات پر مذاق اُڑایا۔ اور ایک

ہندو بولا۔ کہ محض عبادت ہی سے انسان خُدا کے قریب ہو سکتا ہے
تو آپ کئی برسوں سے اُس خُشک اور پُرانے درخت کے نیچے
عبادت کر رہے ہیں۔ پھر بھی خُدا تعالیٰ نے آپ پر رحم نہیں فرمایا
ورنہ اللہ تبارک تعالیٰ اِس درخت کو ہرا بھرا کر کے آپ کے
سر پر چھاؤں کا انتظام کر دیتا۔ ہندو کی اِن باتوں پر جناب امام
بڑی شاہؒ کو بہت مُسکراہٹ آئی اور فرمایا میرے اللہ کے
پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ وُہ بڑا مہربان اور غفور و رحیم ہے
اگر وُہ چاہے تو اس درخت کو فوراً ہرا بھرا کر دے۔ کیونکہ وُہ
ہر شے پر قادر ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے قرآن شریف کی کوئی آیت
پڑھی۔ اور دُعا کے لئے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اُٹھائے اللہ
تعالیٰ نے آپ کی دُعا کو فوراً قبول کر لیا۔ اور وُہ پُرانا درخت
ایک دم ہرا بھرا ہو گیا۔ یہ کرامت جناب کی دیکھ ہندوؤں کا
قافلہ بہت سخت حیران ہوا۔ اور آپ کے دستِ مبارک پر حلقہ
بگوش اسلام ہوا۔ جب یہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے
تو لوگوں کو بتلایا کہ چور پور کے جنگلوں میں ایک بزرگ قیام پذیر
ہیں۔ جنہوں نے یہ کرامت ظاہر کی تو لوگ یہ سُن کر حضرت
کے پاس آنے شروع ہو گئے۔ تو آپ کے والد بزرگوار کو خبر ہوئی
آپ فوراً سمجھ گئے۔ کہ شاہ عبداللطیف ہیں۔ اور اچھا ہوا کہ یہیں
پوشیدہ ہیں۔ آپ کچھ آدمیوں کو ساتھ لے کر امام بڑی شاہ لطیف

کے پاس پہنچے۔ اور آپ سے لپٹ کر بہت بے قرار ہوئے اور فرمایا کہ چلو گھر چلیں لیکن آپ نے فرمایا کہ حکم کی تعمیل بسر و چشم منظور ہے۔ لیکن جہاں پر مجھے اللہ تعالےٰ کا نور ملا ہے۔ اس جگہ کو چھوڑ نہیں سکتا۔ یعنی چھوڑنا نہیں چاہتا ویسے والدہ محترمہ کے دیدار کو ضرور حاضر ہوں گا۔ چنانچہ آپ گھر جاکر پھر نور پور شاہاں واپس آگئے۔ اور نور پور ہی کو مستقل مقام بنالیا۔ اور یہیں پر اپنے فیض و برکات اور روحانی تعلیم سے لوگوں کو ہدایت کرتے رہے تھے۔ آپ کے بیشتر وقت یادِ الٰہی میں صرف ہوتے تھے۔ یا پھر لوگوں کو ہدایت دیتے رہتے تھے۔ آپ لوگوں کو صوم و صلوٰۃ کی تلقین فرماتے تھے۔ اور زنا۔ ظلم۔ چوری۔ جوا۔ چرس و شراب سے لوگوں کو روکتے تھے۔ آپ خود بھی شریعت کے پابند تھے۔ اور لوگوں کو بھی شریعت کی تلقین فرماتے تھے۔ چنانچہ غاروں اور پہاڑوں میں جہاں علماء کا گذر بھی نہیں ہوتا تھا۔ آپ تشریف لے جاکر لوگوں تک اللہ اور رسول کا فرمان پہنچاتے تھے۔ نیز ہر مصیبت زدہ کو آپ کے پاس راحت ملتی تھی۔ اور ہر حاجت مند کی حاجت کے لئے آپ اللہ تبارک تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیا کرتے تھے ہر بے چین کو سکون اور ہر بیمار کو شفاء آپ ہی کے دعا سے پہنچتا تھا۔ آپ بہت ہی وقت قلب واقع ہوئے تھے۔ ہر مسلمان کی

مُصیبت کا آپ کو بہت احساس ہوتا تھا۔ ہر شخص کے لئے آپ گویا ہادی تھے۔ اور آپ کی ہدایت کا یہ اثر ہوا کہ ہزاروں لوگ آپ کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوئے۔ تبلیغ کے سلسلہ میں آپ ایک مرتبہ تیرکوٹ میں تشریف لے گئے۔ جہاں سُتی قوم آباد تھی۔ آپ نے تبلیغ کا کام شروع کیا اور سُتی قوم مسلمان ہوگئی۔ اس پر ایک اور قوم تھوڑ جو اس وقت تک بُت پرست تھی۔ ستی قوم سے ناراض ہوگئی۔ بائیس ۲۲ ہزار مسلح افراد قوم ستی پر چڑھ آئے جب آپ کو قوم تھوڑ کی لشکر کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ ان کے سرداروں کے پاس گئے اور اُنہیں سمجھایا کہ آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کریں۔ جھگڑے اور فساد سے باز رہیں۔ چنانچہ آپ نے ان کے سامنے اسلام کی تبلیغ کی اور اسلام میں آنے کی دعوت دی جس کا اثر اُن لوگوں پر بہت ہوا۔ لیکن اُن کے پنڈتوں نے جادوگر بتلا کر اسلام میں شامل ہونے سے روکا۔ لیکن کچھ سمجھ دار لوگ بھی جو ایمان لائے تو واپس چلے گئے۔ لیکن جن کے دِلوں پر بتوں کی پرستش غالب تھی۔ وُہ جنگ پر آمادہ رہے۔ آخر کار دُوسرے دن جنگ کا نقارہ بجا اور امام نے ستی قوم کو میدانِ جنگ میں صف آراستہ کرکے اپنے لشکر کی کمان خود سنبھالی۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو دونوں قوموں نے جان کی بازی لگادی۔ لیکن دُشمن کا کچھ بندوبست نہ

تھا۔ اور میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ اگرچہ سنّی قوم دشمن قوم کے مقابلہ میں بہت تھوڑی تھی۔ لیکن پھر بھی دشمن کا شکست کھانا امام برّی کی ایک کرامات تھی۔ اور فاتح اور غالب سنّی قوم امام برّی کی قیادت میں مسرور ہو کر اپنے گھروں کو واپس ہو گئی۔

شادی:۔

۹۲۱ھ میں جناب کی شادی کی رسم موضع درہی سیّداں ضلع ہزارہ کے ایک سیّد نور محمد شاہ کی دُختر بی بی دامن خانون سے ہوئی تھی شادی کے کچھ عرصہ بعد آپ موضع کہکڑ میں منتقل ہو گئے اور آپ کے مُریدوں نے ایک مکان تعمیر کر دیا۔ اور بی بی خانون بھی اسی مکان میں آ گئی اور تقریباً نو برس یہاں پر ہی قیام کیا۔ اور یہاں ہی آپ کی اہلیہ کا انتقال ہوا۔ اُنہیں اُسی مکان میں دفن کر دیا گیا۔

موضع پہلا میں آمد اور چلّہ کشی

اِس کے بعد آپ نے کہکڑ چھوڑ دیا اور موضع پہلا چلے آئے اور یہاں پر آ کر ذکر و شغل اور ریاضت شروع کر دی۔ آپ کا اکثر وقت خُدا کی عبادت میں ہی گزرتا گیا۔

یہاں پر آپ نے ایک ندّی میں چلّا کاٹنا شروع کر دیا۔ اُس

نندی کے کنارے ایک گاؤں بھوتوں لیلاں واقع ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ بارہ ۱۲ برس تک پانی میں ہی چلا کاٹتے رہے۔ یہاں تک کہ مچھلیاں آپ کے جسم کا گوشت پوست سب نوچ نوچ کر کھا گئیں۔ اور آپ کو بالکل خبر تک نہ ہوئی۔ کمزوری اور ضعف حد تک پہنچ چکی تھی۔ حتہ کہ ایک دن بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ آپ کے مرشد جناب سخی حیات المیر رحمتہ اللہ علیہ جو اُس وقت حسن ابدال میں مقیم تھے۔ حالتِ کشف میں یہ کیفیت دیکھی۔ تو بھوتوں لیلاں پہنچے۔ آپ کو چلے سے باہر آنے کا حکم دیا۔ مگر آپ اُس وقت چلنے پھرنے سے مجبور تھے۔ آپ کے ایک مرید نے آپ کو ندی سے باہر نکالا اور اپنے گھر لے گیا۔ روایت ہے کہ اُس مرید کے پاس ستر بھینسیں تھیں۔ وہ ہر روز ایک بھینس کا دودھ دیتا تھا۔ اور حضرت بڑی امام شاہ لطیف رح کو پلاتا تھا۔ لیکن قدرت کو کچھ ایسا ہی منظور تھا کہ وہ آدمی جس بھینس کا دودھ دھوکر پلاتا تھا۔ وہ بھینس مر جاتی تھی۔ لیکن اُس مرید باصفا نے اپنے مرشد سے ذکر تک نہیں کیا۔ اور جب آخری بھینس بھی مر گئی تو اُسے خیال آیا کہ اب دودھ کہاں سے لاؤں گا۔ چنانچہ اگلے روز امام بڑی کو دودھ نہ ملا تو امام بڑی نے مرید سے پوچھا کیوں غم زدہ ہو۔ اگر کوئی بات ہو تو بتلاؤ۔ آخر اُس نے تمام بھینسوں

کے مرجانے کا واقع سُنایا۔ یعنی بتلایا۔ آپ مُسکرائے اور فرمایا کہ کیا کوئی بھینس باقی رہ گئی ہے۔ مُریدؔ نے عرض کی کہ حضور! اب تو کوئی بھینس باقی نہیں ہے۔ صرف ایک نر یعنی ایک بھینسا (سنڈا) موجود ہے۔ حکم ہوا کہ جاؤ اسی کا دُودھ لاؤ۔ مُریدؔ نے بموجب حکم ایسا ہی کیا۔ اور دُودھ لاکر امام برّی کو دیا۔ لیکن قضاءِ آلہی سے بھینسا بھی بیمار ہوکر مرگیا۔ مُریدؔ پریشان حالت میں پھر جناب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ جناب بھینسا بھی مرگیا ہے۔ آپ پھر مُسکرائے اور حکم دیا۔ کہ جاؤ جس ندّی سے مجھے نکال کر لائے تھے۔ اُس کے کنارے پر پہنچ کر اور ندّی کی طرف پیٹھ کرکے اپنی بھینس کا نام لے کر پکارنا پھر دوسری پھر تیسری یعنی اسی طرح باری باری تمام بھینسوں کا نام لیتے جانا۔ اور پھر پیچھے کی طرف نہ دیکھنا۔ چنانچہ مُریدؔ نے ایسا ہی کیا اور یکے بعد دیگرے بھینسیں نکلنے شروع ہوگئیں۔ آخر میں بھینسے (سنڈے) کا نام لے کر پکارا اور بھینسا باہر آہی رہا تھا۔ چونکہ اُس کے بعد اور کوئی چیز نہ تھی۔ اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو بھینسا سیل پتھر بن گیا۔ جو ابھی تک اہلِ عبرت کے لئے موجود ہے۔

چونکہ اللہ کے نیک بندے ایک جگہ مستقل سکونت نہیں رکھتے۔ بلکہ مختلف جگہوں پر تبلیغ و ہدایت کے لئے جاتے

رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ موضع پہلا سے ہجرت کرکے نُور پور میں تشریف
لائے جہاں آپ کا مزار پاک ہے۔ نُور پور میں بھی کافی زہد و
ریاضت کیا۔ اور چلّے کاٹے اور یہیں پر آخری آرام گاہ ہمیشہ
کے لئے بنالیا۔ یہاں پر بھی آپ کے بہت سے کرامات ظہور
میں آئیں ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ نُور پور میں آنے کے بعد
آپ نے ایک غار میں چلا کشی شروع کردی۔ اور کئی سال
تک باہر تشریف نہیں لائے۔ آخر آپ کے مرشد جناب سخی
حیات المنیر جو جناب پیرانِ پیر غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی
کے پوتے تھے۔ تشریف لائے اور غار کے دروازے پر کھڑے
ہوکر آواز دی اے لطیف اب باہر آؤ۔ چلّہ پورا ہوگیا ہے۔
اور آج کا دن بہت مبارک ہے۔ بڑی امام شاہ عبداللطیف
نے غار کے اندر سے آواز دیا۔ خیر مبارک یا حضرت تب آپ
باہر نکلے۔ حضرت سخی حیات المنیرؒ آپ سے بغلگیر ہوئے۔ اور
آپ کے زہد و ریاضت اور سلوک سے بہت خوش ہوئے۔
اور فرمایا کہ لطیف اب تم نے ظاہری اور باطنی رموز و اسرار
سے مامور ہوچکے ہو۔ آج سے میں تمہیں اِس بر (زمین) کے
لئے اپنا نائب و امام مقرر کیا ہے۔ جب چلّے سے نُور پور
واپس آئے تو حضرت سخی حیات المنیرؒ نے تمام بزرگوں کو
جو اُس وقت قرب و جوار کے علاقہ میں متعیّن تھے۔ بُلایا اور

تمام بزرگوں کے سامنے حضرت بڑی امام شاہ لطیفؒ کو باقاعدہ اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اور سب سے آپ کے ہاتھ پر بیعت کیا۔ اُس وقت سے آپ کو امام بڑی کہا جانے لگا۔ جس کا مطلب ہے کہ زمین والے امام ماش سنگویدہ ہو گئے۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ موضع باغ بچھٹ میں ایک کھیت کسی مزارع کو بٹائی پر دیا تھا۔ لیکن جب بٹائی کا وقت آیا تو مزارع کی نیت خراب ہو گئی اور ماش جو کہ مزارع نے بیج رکھا تھا، سب کاٹ کر کے اپنے گھر میں رکھ لیا۔ امام بڑیؒ کو بتلایا کہ فصل کچھ بھی نہیں ہوئی۔ امام مزارع کی بات سُن کر خاموش ہو گئے۔ اتفاقاً ایک روز آپ مزارع کے گھر تشریف لے گئے اور کھانا مانگا۔ مزارع نے آپ کو کھانے میں ماش کی دال ڈال کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ اتنی اچھی ماش کہاں سے لائے ہو۔ مزارع نے جواب دیا۔ کہ دیسی دال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کوٹھڑی میں جو بوریاں ہیں۔ اُن میں کیا ہے۔ مزارع نے جواب دیا۔ بس کنکر اور پتھر بھرے ہیں۔ امام بڑیؒ کھانے سے فارغ ہو کر تشریف لے گئے۔ مزارع کو پتہ تھا۔ کہ حضور کی نظر اگر ذرہ بھر بھی سخت ہو گی تو پھر سب پتھر بن گئے ہوں گے۔ چنانچہ اُس نے بوریوں کو دیکھا تو واقع تمام ماش کنکر اور پتھر بن گئے تھے۔ مزارع بہت گھبرایا۔ اور آخر کار شرمندہ ہو کر حضور کے پاس گیا۔ اور

حال عرض پیش خدمت کی۔ اور اپنی غلطی کی معافی مانگی آپ
آپ نے مزارع کو کچھ تنبیہ فرمایا۔ اور توجہ کرایا کہ آئندہ سے
جھوٹ نہیں بولے گا۔ تجھے معلوم ہے کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت
ہے۔ مزارع نے تسلیم کیا۔ پھر اُس کے حق میں دُعا فرمائی تو ماش
اپنی اصلی حالت میں آگئے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام بڑی صاحب
کے مُریدوں میں سے ایک مرید نے دُوسرے کی بھینس ذبح کردی
دونوں کا آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ جس کی بھینس ذبح ہوئی تھی۔
وہ کہتا تھا۔ کہ میں اپنی بھینس ہی لوں گا۔ اتفاقاً حضرت امام بڑی صاحب
اُدھر پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہے۔ جس سے تم دونوں آپس
میں جھگڑ رہے ہو۔ مُریدوں نے تمام قصّہ بیان کیا۔ آپ نے
فرمایا۔ کہ اچھا مجھے وہاں لے چلو جہاں بھینس کو ذبح کیا ہے۔
جب آپ کو وہاں لے گئے۔ تو آپ نے اپنا دایاں (داہنا) پاؤں
بھینس کے سینگ پر رکھا اور فرمایا "قُم باذنِ اللہ" بھینس
اللہ اور نبیؐ کے حکم سے کھڑی ہو گئی۔ تمام مریدوں نے یہ حالت
دیکھی اور دھنگ رہ گئے یعنی حیران و پریشان ہو گئے۔ کہ واہ
سُبحان اللہ ولی اللہ میں تو نے کتنی طاقت بخشی ہے۔ اور حضور کے
قدموں پر گر پڑے۔

مرد ملے تاں درد نہ چھوڑے اوگن تھیں گن دا
کامل پیر محمد بخشا لال بناون پتھر دا
در قلم ربانی ہتھ ولی دے آئی جو چاہے سو لکھے"

استغناء

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک مرتبہ شہنشاہِ دہلی بہادر شاہ اول آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کچھ زر و جواہر پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے زر و جواہر کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دُنیا داروں کے لئے ہے۔ بادشاہ دِل میں بہت گھبرایا اور حیران ہوا کہ اِمام نے میرا تحفہ قبول کیوں نہیں کیا۔

حالانکہ بہت قیمتی تحفہ تھا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ یہ تمہارا جواہرات میری نظر میں ریت کے ذرّوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ بہادر شاہ نے اپنی زندگی میں کبھی ایسی بات نہیں سُنی تھی۔ میرا آج شاہانہ تھا۔ جو کہ دِل کو ناگوار گزرا دِل رنجیدہ ہو گیا۔ حضرت برّی امام شاہ رحؒ نے محسوس کیا اور بادشاہ کو حکم دیا۔ کہ اے بادشاہ آنکھیں بند کرو۔ جب بادشاہ نے آنکھیں بند کر لیں اور مراقبہ میں لے گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت برّی امام کے مُصلّی کے نیچے بے بہا دولت اور زر و جواہر موجود تھے۔ بادشاہ نے اس چیز کو دیکھ کر دھنگ ہو گیا۔ اور بہت پشیمان ہوا۔ اور حضرت امام برّی سے معافی مانگی۔ پھر حضرتِ امام برّی نے نصیحت کی اور فرمایا کہ اے بادشاہ سچّی دولت اور خوشی اللہ تبارک تعالےٰ کی عبادت سے ہوتی ہے۔ یہ ظاہری دولت صرف

دنیا فانی کے لئے ہے۔ اگر تو بھی سچّی دولت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو خدا کی عبادت کر، اچھّی باتوں پر عمل کر اور بُری باتوں کو فوراً ترک کر دے، اور اپنی رعایا میں اِسلام کی روشنی پیدا کر شرّاب جُوا، رنگ اور بڑی رسموں کو ترک کر دے۔ صوم وصلوٰۃ اور اُسوۂ حسنہ پر عمل کر، تاکہ دین بھی تیرے ہاتھوں سے نہ جانے پائے اور دین و دُنیا میں تیرا نام روشن ہو جائے۔

رتہ ہوتر کا چشمہ

علاقہ نُور پور شاہاں اور گرد نواح کے سینکڑوں مقامات پر آپ نے چلّہ کشی، زہد و تقویٰ اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان ہی مقاماتوں سے ایک جگہ رتہ ہوتر ہے۔ یہ جگہ نُور پور شاہاں سے تقریباً ایک میل (کوس) پر واقع ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ رتہ ہوتر کا چشمہ آپ کی کرامت کا نتیجہ ہے۔ اس چشمہ کی خاصیّت یہ ہے۔ کہ وُہ ہر موسم میں لبریز رہتا ہے۔ مگر اُس کا پانی باہر نہیں بہتا۔ اس کی سطح پر ہمیشہ تیل سا ہوتا ہے۔ مگر پانی میں کسی قسم کی بو نہیں آتی۔ اور نہ ہی پینے میں بے ذائقہ ہے اس میں سے لوگ پانی نکالتے رہتے ہیں۔ مگر اُس کی سطح نیچے نہیں ہوتی۔ اور رتہ ہوتر کے چشمہ کا پانی لوگ استعمال کرتے ہیں

جو کہ ابھی بھی موجود ہے۔

پھنہ شاہ بخاری

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اُوچ تشریف کے ایک بزرگ پھنہ شاہ بخاری نے جب حضرت بڑی امام شاہ لطیفؒ کی کرامتوں کی شہرت سُنی۔ تو پھنہ شاہ نے کہا کہ ہماری ولایت میں ایک مشہدی داخل ہوگیا ہے۔ ہم اس کی تمام قوتیں معلوم کر لیں گے۔ آخر کار وُہ سوا لاکھ ملنگوں کی فوج اپنے ساتھ لے کر راولپنڈی کی طرف بڑھے۔ حضرت بڑی امام شاہ لطیفؒ نے پھنہ شاہ بخاری کی اِس نقل و حمل کا منظر اس حالتِ کشف میں دیکھا۔ تو امام نے اپنے مُریدوں سے فرمایا کہ پھنہ شاہ بخاری سوا لاکھ ملنگوں سمیت آ رہا ہے۔ جب وُہ جہلم میں پہنچے ہی تھے۔ کہ حضرت بڑی امام شاہ لطیفؒ نے جہلم کی طرف انگشت (انگلی) شہادت اُٹھا کر پھنہ شاہ بخاری کا ادھا جسم ناکارہ کر دیا تھا: پھنہ شاہ اپنی لاچاری پر حیران ہوا۔ کہ اے اللہ تبارک تعالےٰ آخر یہ ماجرا کیا ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے حضرت مہر شاہ خراسانی کی طرف رجوع کیا۔ اُدھر حضرت مہر شاہ خراسانی بھی کشف کی حالت میں یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ اُنہوں نے فوراً حضرت بڑی امام شاہ لطیفؒ سے درخواست کی کہ شاہ پھنہ شاہ بخاری کی گستاخی معاف کی جائے۔ اور اُنہیں عذاب سے نجات

دلائی جائے۔ حضرت بری امام شاہ لطیفؒ نے پھنہ شاہ کو تکلیف سے آزاد کر دیا۔ اور ساتھ یہ پیغام بھیجا کہ اگر آپ کو آنا ہے۔ تو مہمان کی حیثیت سے آؤ۔

روایت ہے۔ کہ پھنہ شاہ بخاری اپنے سوا لاکھ ملنگوں کے ساتھ تور پور شاہاں میں تشریف لائے۔ جب حضرت بری شاہ لطیفؒ کے مریدوں کو پتہ چلا۔ کہ اتنے مہمان آرہے ہیں۔ تو بہت پریشان ہوئے۔ کہ اتنے آدمیوں کو کہاں سے کھانا کھلایا جائے گا چنانچہ انہوں نے اپنی مشکلات جناب حضرت امام بری شاہ لطیفؒ کے سامنے پیش کیں۔ حضرت امام بریؒ نے فرمایا۔ کہ تم لوگ فکر مت کرو۔ صرف ایک کونڈا اور تھوڑا سا آٹا لے آؤ۔ مرید آٹا لے آئے۔ اور حضرت امام بریؒ شاہ لطیفؒ نے یہ آٹا اپنے ہاتھوں سے گوندا۔ اور اپنا رومال اس پر ڈال دیا۔ اور حکم دیا کہ اس میں سے آٹا نکال کر کے روٹیاں پکاتے جاؤ۔ مریدوں نے جناب کے فرمائے ہوئے حکم کی تعمیل کی۔ اور ایسا ہی کیا۔ حتیٰ کہ ابھی آدھا آٹا بھی ختم نہ ہوا تھا۔ کہ پورا لشکر کھا پی کر آسودہ ہو گیا۔ جب پھنہ شاہ بخاری کو پتہ چلا کہ ہماری پوری لشکر کھا پی کر فارغ ہو گئی ہے تو امام بریؒ کو فرمایا۔ کہ ابھی تک میرے شیر اور سانپ کو خوراک نہیں پہنچی۔ جن کے لیے ایک گائے اور ایک مرغی درکار ہے۔ تو حضرت بری شاہ لطیفؒ نے فرمایا۔ کہ آپ فکر نہ کریں

یہ بھی آپ کو مل جائے گا۔ آخر کار شیر کے لئے گائے اور سانپ کے لئے ایک مُرغی جب بھیجی گئی۔ تو خوراک نے اپنے کھانے والوں کو یعنی مُرغی نے سانپ اور گائے نے شیر کو کھا لیا۔ پھنہ شاہ بخاری بہت حیران ہوئے۔ اور حضرت امام بڑی شاہ لطیفؒ سے درخواست کی کہ بجائے گائے کو شیر کھانے کے گائے نے شیر کو کھا لیا۔ اور اسی طرح مُرغی نے سانپ کو تو پھر بڑی امام یہ سُن کر گائے کے پاس گئے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ ہمارے مہمان ہیں۔ اِن کی امانت واپس کر دے۔ گائے نے ایک دم قے کی اور شیر کو باہر نکال دیا۔ اور پھر مُرغی نے بھی ایسا ہی کیا جب پھنہ شاہ نے دیکھا تو سانپ اور شیر مرے ہوئے تھے اُنہوں نے بہت آزردہ ہو کر حضرت بڑی شاہ لطیفؒ کی منّت و سماجت کی کہ یہ تو مرے ہوئے ہیں۔ اب میرے کس کام کے ہیں۔ تو پھر جناب بڑی امام نے سانپ اور شیر کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اُسی وقت وُہ زندہ ہو گئے۔ اور پھنہ شاہ بخاری اُس وقت کو بچ کر گئے۔

لوہی دنڈی کا دیو؟

روایت ہے کہ نُور پور شاہاں کی شمالی اور مغربی جانب پہاڑیوں میں ایک جگہ لوہی دنڈی کے نام سے مشہور ہے۔

وہاں پر آپ زہد و ریاضت میں چلّے کاٹ رہے تھے۔ کہ ایک دیو آپ کی عبادت میں رخنہ انداز ہوتا تھا۔ حضور نے اُس دیو کو کئی مرتبہ منع فرمایا۔ لیکن وُہ اپنی عبادت سے باز نہ آیا۔ آخر کار ایک روز آپ کو غصّہ آگیا۔ اور اپنی جائے نماز سے اُٹھ کر دیو کو گردن سے پکڑ لیا۔ اور ہوا میں اُچھال دیا۔ دیو نَدی میں اُوندھے مُنہ جاکر گیرا اور پتھر ہوگیا۔ چنانچہ ابھی تک نَدی میں اُوندھے مُنہ دیو نما پتھر موجود ہے۔ اور اُس سے ایک قطرہ قطرہ پانی گرتا رہتا ہے۔ اگر اُس کے نیچے گھڑا رکھا جائے۔ تو وُہ دن بھر میں بھی نہیں بھرتا۔ لیکن اگر گڑھے اور پانی کو کسی سے ڈھانپ دیا جائے۔ تو گھڑا منٹوں میں بھرا جاتا ہے

تلامزہ امام بریؒ

(۱) مُٹھے شاہ (۲) دونگ شاہ (۳) عنایت حسین شاہ بخاری (۴) شاہ زادہ حسین دہلوی (۵) دلبر شاہ عُرف شانِ شاہ، ہستان شاہ آپ کا مزار حسن ابدال ہیں۔ جو سُلطان عہد مُغلیہ کے بارہ دری کے سامنے واقع ہے۔ جہاں پر سال بسال ہزاروں عقیدت مند صاحبان اپنے عقیدت کے پھُول کرنے کے لیے اب بھی تشریف لے جاتے ہیں۔ اور بامُراد واپس آتے ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

وصال امام بری شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام بری شاہ لطیف رحمۃ اللہ علیہ کا وصال پاک ۹۸۰ھ ہجری کے قریب ہوا۔ اور آپ کی آخری خواب گاہ نور پور شاہاں میں بنائی گئی ہے۔ جہاں پر ہر سال عرس شریف ہوتا ہے۔ بری امام کا میلہ بھی لگتا ہے۔ جو کہ تمام پاکستان میں مشہور ہے بری امام رح پر لاکھوں جان نثار آکر اپنے عقیدت کا پھول چڑھاتے ہیں۔ اور دل کو صحیح سکون یہیں سے حاصل کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرامت نامہ

در بیان حضرت بڑی امام شاہ لطیف رحمۃ اللہ علیہ

دربار نور پور شاہاں اور

جناب بابا شاہ چن چراغ راولپنڈی والے

اوّل صفت خدا دی آکھاں جو جگ دا پالن ہار اے

روزی دیندا عزت دیندا ہر نوں اسدا شان نرالا اے

یارب تحریر میری یہ پسند عام ہو مقبول خاطر شاہ بڑی امام ہو

واہ واہ بڑی، امام عالی شان تیرا دربار اے
دُنیا تیرے قدماں اُتے ہوندی پئی نثار اے
شہنشاہاں دا شہنشاہ بڑی امام ایں؟
نوبت تیرے درتے وجدی رہندی صبح شام ایں
کبھی دی ہے چراغی بلدی پیش تیرے مدام ایں
مچ تپ دافت تے خورد و خلقت نوں انعام ایں
قدرت دا سب دُنیا اندر تیرا ہی چمتکار اے
بخشش دا ہر ویلے تیرا گرم بازار اے
سُنیا اک بزرگ کولوں مائی اک پوٹھوار دی
در تیرے تے آکے اپنی عرض نوں گذار دی
دل اُداس خاص آئی آس کر پکار دی
پوری کر مراد شاہ لج غریب میں لا چار دی
رکھ اُمید میں دوراں آئی سچ میری گفتار اے
بے اولاد نامراد ہاں رحم تیرا درکار اے
بے اولاد دُنیا میرے واسطے اندھیری اے
نہیں چاننی دیدیاں دا دولت پر بہتری اے
بہت نے دروازے دیکھے شاہ واری تیری اے
مہر کر خدا دے واسطے عرض سُنی سن میری اے
بخش دے اک لال مینوں تیرا نام بخشنہار اے
خالی نہ سوالی جاوے پُر تیرا بھنڈار اے
ہے غریب خانہ میرا سائیں بے چراغ اے

میرے بعد ہے اُجاڑ دسدہ میرا باغ اے
عاجزتے کرو مہربانی مہر تیری کار اے
رحمت دا دریا وگدا وچہ تیری سرکار اے
سُن کے اتنی عرض بڑی امام تے سی فرمایا
کیوں نہیں پُتر اس بڈھی نوں دتا ہی خدایا
خبرے اس نے ظلم کوئی ایسا ہی کمایا؟
پر رحم کر رحمان الرحیم توں کہایا
قدرت رب العالمین تیری بے شمار اے
ذات تیری پاک خاص غفور الغفار اے
حمد و ثناء کرکے بڑی کیتی بڑی زاری؟
بارگاہ الٰہی اندر عرض خود گذاری
اے کریم کریں کرم تیری مہر ساری
فضل کریں توں فاضلا نہ اے رحیم یاری
دست بستہ تیرے قدماں وچہ تیرا دلدار اے
رحم کر خدایا شاہ لطیف امیدوار اے
سُن لئی اوہ عرض اُسی وقت بے پرواہ جی
پر آئی مراد بڑی تکیا کر نگاہ جی
پوری آمراد کیتا بڈھی نوں آگاہ جی؟
جاہن یاد کر خدا نوں پکڑ اپنی راہ جی؟
لیکھ دے وچہ میکھ فقر رب دے دتی مارا اے
خوش خوشحال ہو کے گئی بڈھی مائی اپنے گھارا اے

صدق تے یقین پورا نشچہ بڈھی دھاریا
دس مہنیاں دا عرصہ بڑے شوق دینال گذاریا
سکا ہویا بوٹا ہرا کر خدا کھلا ریا
وچہ بڑھاپے بخشش کیتا لڑکا اسنوں پیاریا
ابرّی دی مہربانی جس دی واہ مزار اے
نہیں ہے خزاں جسدے باغ ہر وقت بہار اے
اگوں سنو قصّہ یارو کہندا اشرف غلام:
بڈھی پتر کچھڑ چا کے کرن آئی سلام:
بڑی بڑی کردی آئی ہے سی خوش حرام
غم سی اسدے دل دے وچوں مٹ گیا تمام
راولپنڈی وچوں آن گذر دی اوہ نار اے
قدرت رب دی دیکھو اوتھے ہوندی کی اظہار اے
دھواں چن چراغ شاہ دا پنڈی دے وچکار سی
بیٹھا مست الست ہویا رب دا دلدار سی
بڈھی کولوں آن گذری گیتا تاں دیدار سی
کردی اے سلام دوڑوں تیز رفتار سی
فقیر رب دے سمجھ لیا بڈھی دا اسرار اے
کہندے مائی بڈھی تیری کدھر نوں تیاری اے
مائی کہندی جاساں درتے بڑی شاہ لطیف دے
پتر ملیوں بخشیا اس نے وچہ عمر ضعیف دے
کس زبانوں گیت گاواں اس ذات شریف دے

نہیں پاس میرے ایسے لفظ لے اوہدی تعریف دے
بہت فقر دیکھے مگر نہیں کوئی بندگی وار اے
پورا ہے لطیفؒ اُس دی من دا کردگار اے
کی معلوم اُس نوں دونویں گل نے اِکو باغ دے
وڈے نے لطیفؒ بھائی بابا شاہ چن چراغ دے
وصف اُس دے کی اوہ جانے چڑیا نتوں کرزا غدے
غمکنیاں نوں خوش کرے تے خوش دلاں نوں داغدے
اگ پانی فقراں دی زبان دے وچکار اے
مویاں نوں کر زندہ دیون ربّی اختیار اے
اشرف اُوچی کر نگاہ تکیا مائی دل فقیر نے
لڑکے دی چالڑ کی کیتی شاہ چن چراغ پیر نے
مٹی کرے سونا نظر فقیر دی بھایو اکسیر نے
جو کہون سو پورا ہوندا چیباں وچہ تاثیر نے
دُنیا اُس دی رنگ برنگی عجب کھل کھلار اے
مائی دیکھ کے کرامت اشرف ہوئی بے قرار اے
پچھتاوندی کہندی یا خدایا آئی کیوں اس راہ میں
پُتر دی چادھی کرائی ایویں خواہ مخواہ میں :-
فقر رب دے نال کیتی رہنے وچہ تکرار اے
سزا اُس خدا نے دِتی سٹیا پیر دے بھار اے
چلی پھر دلیلاں کردی ورتے بڑی امام :
تیویں نظر کر کے کردی جھک کے سلام

شاہ جی نے فرمایا مائی کیوں ہوویں ناکام
تُدھ رب نے بخشیا تینوں ملیا ای آرام؟
مائی سمجھی رمز نہ اوہ ہوئی شرمسار اے
کیتا مگر کرم دوجی وار اُس دا تار اے
دیکھدی جاں پرت یار نے نظر نوں اٹھائے
لڑکی دا چک لڑکا کیتا فضل سیں خدائے
اشرف ہوئی بڑی شاد تمدّوں بے انتہائے
ہتھیار گڑے قدمیں لیاندی شکر نوں بجائے
چمے خاک در بڑی دی ہور ہی بلہار اے
یا لطیف تیرے جہا نہیں کوئی غمگسار اے
وت روانہ ہوئی بڈھی گھر اپنے نوں جاندی اے
پھر سلام رستے دے وچہ شاہ چراغ نوں ملاندی اے
کہندے شاہ چراغ مائی کڑی کتھوں آندی اے
قدرت رب دی پھر منڈے نوں کڑی چک بناندی اے
چوٹاں فقراں لائیاں مگر وچہ بڈھی خوار اے
اودھروں آندی راضی اِدھر ہو جاندی بیمار اے
اشرف رو کے مائی کہندی سبائیں ایہہ کی کھیڈ بنائی اے
میرے اُتے سختی ایہہ خدایا کاہنوں پائی آ
جان وچہ عذاباں میری کاہنوں پھسائی آ
یا الٰہی رحم کریں میری ایہہ دوہائی آ
دلوں نہیں ایہہ سمجھدی کہ سائیں غفار اے

دو ہیں طرفیں ہوندا سائیں لوکاں دا نظارا اے
مجھ پرت کے آئی جلدی شاہ لطیفؒ کول او
قصہ غم دا کرن لگی دکھڑیاں نوں پھول او
کہندی شاہ نہ ہن مینوں ادھر اُدھر رول او
تاں بڑی امام کہندے اکھیاں نوں کھول او
لڑ کارب نے بخشیا تینوں کہہ دتا اکوار اے
تک علامت مردمی دی وسدی نمودار اے
مائی ہو حیران کہندی جدوں پنڈی جاندی ہاں
منڈے دی کڑی ہوندی پھر پرت کے آندی ہاں
خبر نہیں کی بھید ہے وے راز نہیں پاندی ہاں
دھوئیں اس فقیر کولوں چوڑ جا کراندی ہاں
تاں بڑی امام کہندے ایہو تینوں مار اے
فقراں نوں طعنے دیویں تاہیوں حال زار اے
ہوش مائی ماری تیری نہیں عقل بجاوی
ٹکراں نال پہاڑاں ماریں کی تیرا مدعا وی؟
جاویں نہ ہن او بدروں جے کر پتر دی منشاوی
شاہ چن چراغ میرا نکا اوہ بھراوی :-
سن کے مائی صدقے جاندی ہوندی خوشگوار اے
یا بڑی شاہ لطیفؒ تیرا عالی اقتدار اے
بھائیو ایسے کئی کارنامے دنیا تے مشہور نے
اشرف نامراد لکھاں بڑی کر دتے بھرپور نے

صدق تے یقین نال ہوندا بیڑا پار اے
یا بری شاہ لطیفؒ سلطاناں دا سردار اے
رنگ برنگی شاعراں تیری لکھی داستاں ایں
نہیں ہوندی تعریف کینتا لکھاں نے بیان ایں
پنجاب دی پھلواڑی وچہ ایہہ عجب گلستان ایں
ہر اک بلبل کا جہان دی ہوندی پئی قربان ایں
عاجز ایہہ ملک اشرف تیرا صبح و شام خاکسار اے
یا بری شاہ لطیفؒ تیری دنیا ساری تابعدار اے
چشمۂ فیض ہر وقت تیرا رواں بری!
ہے طلب گار فہرست عاجزاں میری
واہ واہ بری امام عالی شان تیرا دربار اے
دنیا تیرے قدماں اتے ہوندی پئی نثار اے
ملک محمد اشرف عاجز خاکسار دی قسمت بری
بحکم رب العالمین دے کر دے کھوٹی دی کھری اشرف
کرامت نامہ بری امام شاہ لطیفؒ تمام شد

راولپنڈی میں یہ کتابیں منگوانے کا پتہ
تذکرہ حسین تاجر کتب
کشمیری بازار سے خریدیں